دہشتگردی کے سدباب میں قاعدہ سدذرائع سے استفادہ

Prevention of Terrorism by utilizing the Principle of Islamic law" Sadd al Zarai"

Muhammad Ameenuddin *
Noor Hayat Khan **

Astract
Terrorism is a plague that has widespread occurrence in contemporary world. According to Islamic teachings, terrorism, in all its forms is condemnable because Islam is the religion of peace security and love which is derived from the root word "salam" meaning peace and obedience. It is crystal clear that this "Din" of peace and tranquility does not allow any kind of terrorism. In such circumstances, there is a dire need to present the true spirit of Islam and its justice system. This paper presents detailed arguments and evidence to control and prevent the causes of terrorism. The solution to this problem is described in the light of the principle of Islamic jurisprudence "Sadd ul Zarae". Sadd ul Zarae is one of an effective tool for eliminating crime in Islamic law. This principle can keep away the offender from committing a crime and eliminating the sources of terrorism from society because this principle not only encourages the elimination of the causes of crime and the blocking of its paths but also sets forth the rules and regulations for its prevention in precautionary arrangements. It is hoped that it would pave way for further research in the field.
Keywords: Terrorism, Islamic jurisprudence, "Sadd ul Zarae".

دہشت گردی دورِ حاضر کی کثیر الاستعمال اصطلاح ہے، جو ایک ایسا قبیح عمل ہے، جس نے پوری دنیا کو دہشت زدہ اور بدامنی کا شکار کیا ہوا ہے۔ بہت سے بے گناہ لوگ اس کی وجہ سے قتل ہوئے ہیں۔ لاکھوں کروڑوں کے املاک بھی تباہ ہو گئے ہیں۔ پاکستان کی بات کی جائے تو اس وقت یہ سب سے بڑا مسئلہ اور ایک ناسور ہے، جس نے پاکستان میں تمام شعبہ ہائے زندگی کو بری طرح متاثر کیا۔

مساجد، عبادت گاہیں، درگاہیں، تفریح گاہیں، حتیٰ کہ تعلیمی ادارے اس کی وجہ سے غیر محفوظ ہو گئے۔ ملک کی اقتصادی حالت نہ صرف ابتر ہوئی بلکہ بے روزگاری کی شرح میں خاطر خواں اضافہ ہوا۔

ملک بھر میں شہریوں کے تحفظ کی راہ میں 2002ء تا ستمبر 2017 تقریباً چار ہزار پولیس اہلکار اپنی جانیں قربان کر چکے۔ سندھ میں تقریباً 1500، خیبر پختونخوا میں 1457، بلوچستان میں 450، پنجاب میں 370 اور فاٹا، گلگت بلتستان اور آزاد و جموں کشمیر میں اب تک کئی پولیس اہلکار شہید ہو چکے۔[1]

دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستانی قوم کی جان و مال کی جو قربانیاں دنیا کے سامنے ہیں۔ اے پی ایس کے دل سوز اور دل خراش واقعے نے پاکستانی قوم میں دہشت گردی کے خلاف تاریخ ساز وحدت کو فروغ دیا۔

پاکستان کے علاوہ دہشت گردی میں سب سے زیادہ ہلاکتیں عراق، افغانستان، نائجیریا، روہنگیا اور شام وغیرہ میں ہوئی ہے، جبکہ گلوبل

---

* Ph.D Research Scholor, Department of Islamiyat Namil University, Islamabad.
** Associate Professor, Department of Uloom Islamiya, Namil University, Islamabad.

ٹیررارزم انڈکس میں امریکہ 36ویں، برطانیہ 34ویں، روس 30ویں اور فرانس 29ویں نمبر پر ہے۔"[2]

دہشت گردی کی لغوی تعریف:

دہشت گردی میں دہشت اور گردی دونوں الفاظ فارسی الاصل ہیں، جس کے لفظی معنی دہشت پھیلانے اور خوف زدہ کرنے کے ہیں۔ عربی زبان میں دہشت گردی کو لفظ "ارھاب" سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور دہشت گرد کو" ارھابی" کہا جاتا ہے۔ انگریزی زبان میں دہشت گرد کے لیے(terrorist)اور دہشت گردی کے لیے terrorism کا لفظ مستعمل ہوتا ہے۔ ابن منظور لکھتے ہیں:

" تشتق كلمة إرهاب من الفعل المزيد (أرهب) ؛ ويقال أرهب فلانا: أي خوفه وفزعه،وهو المعنى نفسه الذي يدل عليه الفعل المضعف (رهب). أما الفعل المجرد من المادة نفسهاوهو (رهب)، يرهب رهبةً ورهبًا،ورهبًا، فيعني: خاف، فيقال:رهب الشيء رهباً ورهبةً: أيخافه. والرهبة: الخوف والفزع. أما الفعل المزيد بالتاء وهو (ترهب) فيعني انقطع للعبادةفي صومعته، ويشتق منه الراهب"۔[3]

لفظ ارھاب (دہشتگردی) فعل مزید ارھب سے مشتق ہے جیسے کہا جاتا ہے" ارھب فلانا" یعنی فلاں شخص کو ڈرایا دھمکایا، اسی معنٰی پر رھب کا فعل بھی دلالت کرتا ہے اسی طرح رھب کا معنٰی وہ ڈرایا اس نے خوف کھایا اور الرھبۃ کا معنٰی ڈرنا اور ترھب کا معنی یہ کہ وہ اللہ کی عبادت کے لئے تمام دوسرے لوگوں سے کٹ گیا اور اسی لئے لفظ راھب استعمال کیا جاتا ہے۔

دہشت گردی کی اصطلاحی تعریف:

اصطلاح میں اس کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں جن میں سے چند حسب ذیل ہیں:

ہارڈمین(Hardman) اس کی تعریف یوں کرتے ہیں:

"Terrorism is a term used to describe the method or the theory behind the method whereby an organized group or party seeks to achieve its avowed aims chiefly through the systematic use of violence. Destruction of property and machinery or the devastation of land may in the specific cases be regarded as additional forms of terroristic activity".[4]

دہشت گردی ایک ایسی اصطلاح ہے جس کا استعمال اس طریقہ کار میں ہوتا ہے جہاں ایک منظم گروہ یا جماعت منظم طریقے سے تشدد کے ذریعے اپنے مطلوبہ مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ املاک کو تلف کرنا، انسانی آبادی کو تباہ کرنا یا اجاڑنا دہشت گردانہ سرگرمیوں کی اضافی شکل سمجھا جاسکتا ہے۔

وکٹر والٹر(Victor Walter) دہشت گردی کی تعریف کرتے ہیں:

"An act or threat of violence which causes an emotional reaction, and produces social effects. A similarly structured "siege of terror"is the attempt to destroy an authority system by creating extreme fear through systematic violence."[5]

دہشت گردی سے مراد "تشدد کا ایسا فعل یا دھمکی ہے جس سے جذباتی رد عمل اور معاشرتی اثرات پیدا ہوں۔اسی طرح منظم "دہشت گردی کا محاصرہ" منظم تشدد کے ذریعے جو انتہائی خوف پیدا کر کے کسی اتھارٹی کے نظام کو تباہ کرنے کے لئے کی جائے۔

سد ذرائع کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم:

سد ذرائع مرکب اضافی ہے جو دو کلمات سد اور ذرائع سے بنا ہے۔سد ذرائع کی تعریف سے پہلے دونوں کو علیحدہ علیحدہ جاننا ضروری ہے۔

سد کا لغوی معنیٰ:

لفظ "سد" مصدر ہے جس کی جمع اُسدۃ اور سدود ہے سین کو فتح اور ضمہ دونوں طرح سے پڑھا جاسکتا ہے۔[6]

ماہر لغت زجاج[7] لکھتے ہیں کہ: "ما كان مسدودا خلقة فهو سد، وما كان من عمل الناس فهو سد۔ [8]

یعنی جو چیز پیدائشی طور پر بند ہو تو اسکا اعراب " سد" ہو گا اور جو چیز لوگوں کے عمل کے نتیجے میں بند ہو تو اسے " سد" پڑھا جائے گا، جس کی تائید حسب ذیل قرآنی آیت سے ہوتی ہے:

حتى إذا بلغ بين السدين وجد من دونهما قوما لا يكادون يفقهون قولا [9]

اس آیت میں " السدین" اور "السدین "دونوں طرح کی قرآءت کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

لفظ "سد" کے بارے میں احمد بن فارس لکھتے ہیں کہ: لفظ "سد" میں سین اور دال حروف اصلی ہیں۔[10]

اور ابن منظور اس کا معنی لکھتے ہیں: " إغلاق الخلل وردم الثلم"۔[11] یعنی کسی شگاف اور رخنہ کو بند کرنا۔

لفظ "سد" مختلف معانی میں مستعمل ہے، جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

۱۔روکنا اور منع کرنا:

جب کوئی شخص کسی کو بات کرنے سے منع کرتا ہے، تو کہا جاتا ہے:

" سددت عليه باب الكلام سدا"۔ [12]

اور جب کوئی گروہ گمراہ ہو جاتا ہے، تو کہا جاتا ہے "إن الله تعالى سد عليهم طرق الهدى"[13]

۲۔مطلق بند کرنا:

جیسے کوئی شخص کسی چیز کو بند کرتے وقت کہتا ہے سددت الشيء سدا۔ [14]

۳۔رکاوٹ کے معنی میں [15] جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قالوا يا ذا القرنين إن يأجوج ومأجوج مفسدون في الأرض فهل نجعل لك خرجًا علىٰ أن تجعل بيننا وبينهم سدا[16]

انہوں نے کہا: اے ذوالقرنین! بیشک یاجوج اور ماجوج نے زمین میں فساد بپا کر رکھا ہے، تو کیا ہم آپ کے لئے اس (شرط) پر کچھ مال

(خراج) مقرر کردیں کہ آپ ہمارے اوران کے درمیان ایک رکاوٹ (بلند دیوار) بنادیں۔

اسی طرح سورہ یاسین میں اللہ تعالی نے فرمایا:

وجعلنا من بين أيديهم سدا ومن خلفهم سدا فأغشيناهم فهم لا يبصرون [17]

اور ہم نے ان کے آگے سے (بھی) ایک دیوار اوران کے پیچھے سے (بھی) ایک دیوار بنادی ہے، پھر ہم نے ان (کی آنکھوں) پر پردہ ڈال دیا ہے سو وہ کچھ نہیں دیکھتے" مذکورہ دونوں آیات میں "سدا" رکاوٹ اور دیوار کے معنی میں آیا ہے۔

۴-اونٹنی کے معنی میں: السد والذريعة أو الدريئةاونٹنی کے لئے بھی آتا ہے، کیونکہ شکاری اس کے پیچھے چھپ کر شکار کو دھوکہ دیتا ہے اور پھر شکار کرتا ہے۔[18]

مذکورہ وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ "سد" عربی میں منع، رکاوٹ، اور بند کرنے کا مفہوم دیتا ہے۔

ذرائع لغت میں:

اس کا مادہ اشتقاق "ذرع" اور باب ذرع يذرع ذرعاہے۔اس کے اصلی حروف ذ-ر-ع ہیں جو کھینچاؤ، وسعت اور حرکت پذیری پر دلالت کرتے ہیں، اس لفظ کے دیگر معانی بھی اسی مذکورہ مفہوم کے گرد گھومتے ہیں"[19]-اور "ذرع" کا اصل معنی ہاتھ پھیلانے کے ہیں [20]۔مثلا جب کوئی کام وسعت پر مبنی ہو: تو اس کے لئے "أمر ذريع" بولا جاتا ہے۔اس لئے جب کوئی شخص تیرنے کے وقت اپنے بازو پھیلاتا ہے، تو کہا جاتا ہے کہ :ذرع الرجل في سباحته ذريعاً ، جبکہ دونوں بازوؤں کو حرکت دینے کے لئے "التذريع في المشي" استعمال ہوتا ہے، اور جب کوئی دوڑتے وقت دونوں بازوؤں کو حرکت دے کر ان سے سہارا بھی لے تو اس وقت اسے" ذرع بيديه تذريعا "کے الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ [21]

علاوہ ازیں اگر لفظ" الذراع "کو کسرہ کے ساتھ پڑھا جائے تو اس سے کہنی سے بیچ کی انگلی کا حصہ مراد لیا جاتا ہے۔[22]

اسی طرح جب اونٹ اپنے بازوؤں تک تھوڑے پانی میں اترتا ہے تو اس وقت بولا جاتا ہے:

" تذرعت الإبل الكرع "۔[23]

لغت میں لفظ "ذریعہ" کئی معنوں میں مستعمل ہے۔ان میں چند ایک معانی یہ ہیں:

ا۔ بمعنی وسیلہ: جب کوئی شخص کسی چیز تک پہنچنے کے لئے کسی کو وسیلہ بناتا ہے، تو کہا جاتا ہے:

"وقد تذرع فلان بذريعةٍ، أي توسل"۔[24]

۲-سبب: ذریعہ سبب کے معنی میں بھی آتا ہے مثلاجب کوئی کہتا ہے کہ: " فلان ذريعتي إليك" تو اس کا مطلب ہوگا: کہ تجھ تک رسائی کے لئے فلاں شخص میرا سبب بنا۔ [25]

یہ معنی ہر اس مفہوم کے ساتھ مربوط متصور ہوگا جو غیر تک رسائی میں سبب بنتا ہے، اس کی مشروعیت اور عدم مشروعیت سے قطع نظر ہو کر کیونکہ یہ خصوصیت احکام شرعیہ کی ہوا کرتی ہے۔[26]

۳- " الدريئة" یعنی ایسی اونٹنی کے معنی میں جس کے ذریعے سے یا پیچھے شکاری چھپ کر شکار کرتا ہے۔[27] ابن اعرابی[28] نے کہا

"سمي هذا البعير الدريئة والذريعة، ثم جعلت الذريعة مثلاً لكل شيء أدنى من شيء وقرب منه ،وأنشد: وللمنية أسباب تقربها، كما تقرب للوحشية الذرع"[29]۔

اونٹ کو "الدريئة اور الذريعة" سے بھی موسوم کیا گیا ہے اور پھر لفظ ذریعہ کو ہر اس چیز کے لئے بطور مثل استعمال کیا جانے لگا جو چیز کسی دوسری چیز کے ساتھ قربت کے درجے میں ہو جیسے مذکورہ بالا شعر میں شاعر کہتا ہے کہ موت کے اسباب مقرر ہیں جو اس کے قریب کر دیتے ہیں، جیسے کہ اونٹ کو جنگلی جانور کے قریب کر دیتے ہیں، شعر میں محل استشہاد " الذرع" اونٹ آیا ہے کیونکہ جب اونٹ شکار کے قریب ہو جاتا ہے، تو شکاری اونٹ کے پیچھے چھپ کر ، شکار کرتا ہے، اسی وجہ سے اونٹ کو الدريئة، الذريعة"اور الذرع" سے موسوم کیا گیا ہے اور یہی اسکی وجہ تسمیہ ہے۔

۴- رسی اور پھندہ:

لفظ ذریعہ رسی اور پھندہ کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے، کیونکہ شکاری نیزہ اور تیر کے پھینکنے سے قبل رسی یا پھندہ کو استعمال میں لاتا ہے اور پھر شکار کرتا ہے[30] اور یہی حصول شکار کے ذرائع ہیں۔

مذکورہ بالا توضیح سے معلوم ہوا کہ عربی میں لفظ "ذریعہ "سبب، وسیلہ، حیلہ اور کسی چیز سے قریب یا مخفی ہونے کے معنی میں استعمال ہوتا رہتا ہے۔ بناء بریں لغوی طور پر سد ذرائع سے مراد ہو گا:

وسائل کی راہ کو مسدود کرنا یا کسی ایسے کام سے روکنا جو کسی دوسرے کام کے حصول کا ذریعہ ہو، اس بات سے قطع نظر ہو کر کہ فی نفسہ وہ کام اچھا ہے یا برا، نیک ہے یا بد، نقصان دہ ہے یا مفید۔

سد ذرائع کی اصطلاحی تعریف:

سد ذرائع کی مختلف تعریفات فقہاء اور اصولیین نے اصطلاحا کی ہیں، ان میں سے مضمون کی مناسبت سے چند اہم تعریفات حسب ذیل ہیں:

سید عبدالکریم زیدان لکھتے ہیں کہ :

"الذرائع :هى الوسائل ؛والذريعة :هى الوسيلة والطريق الى الشئ ،سواء أ كان هذا الشى مفسدة أو مصلحة قولا أو فعلا و لكن غلب إطلاق اسم (الذرائع) على الوسائل المفضية إلى المفاسد ،فاذا قيل:هذا من باب سد الذرائع فمعنى ذالک :انه من باب منع الوسائل المؤدية الى المفاسد"۔[31]

"ذرائع "کا اطلاق وسائل پر ہوتا ہے اور ذریعہ : سے مراد وہ وسیلہ اور راستہ ہے جو کسی چیز تک رسائی کا موجب ہو، خواں وہ چیز مبنی بر مفسدہ

ہو یا مبنی بر مصلحہ، قولا ہو یا فعلا، لیکن غالب میں ذرائع کے اسم کا اطلاق ان وسائل پر ہوتا ہے جو مفاسد تک پہنچاتے ہیں، جب یہ کہا جاتا ہے کہ: فلاں چیز سد ذرائع میں سے ہے تو اسکا مطلب یہ ہوتا ہے کہ :اس چیز کا تعلق ان وسائل واسباب کو روکنے سے ہے جو مفاسد تک پہنچاتے ہیں"۔

ڈاکٹر وہبہ الزحیلی لکھتے ہیں:

"والذرائع في مجال الأحكام الشريعة ذو حدين: سد الذرائع: ومعناه الحيلولة دون الوصول إلى المفسدة إذا كانت النتيجة فسادا؛لان الفساد ممنوع ؛ وفتح الذرائع:معناه الأخذبالذرائع إذا كانت النتيجة مصلحة ؛لان المصلحة مطلوبة"[32]۔

"احکام شرعیہ میں ذرائع کا اعتبار دو طرح سے ہوتا ہے: پہلی صورت کو سد ذرائع کہتے ہیں، اور اسکا معنی یہ ہے کہ مفسدہ میں پڑے بغیر، کسی ایسی چیز کی روک تھام کرنا جس کا نتیجہ فساد پر مبنی ہو؛ کیونکہ فساد کی ممانعت ہے؛ دوسری صورت کو فتح ذرائع کہتے ہیں، اور اسکا معنی یہ ہے کہ ایسے ذرائع کو بروئے کار لانا، جس کا نتیجہ مصلحت پر مبنی ہو؛ کیونکہ مصلحت مطلوب ہے"۔

سد ذرائع کی تعریف کرتے ہوئے، مصطفی احمد زرقا لکھتے ہیں:

"منع الطرق التی تؤدی إلى إهمال أوامر الشريعة أو الاحتيال عليها،أو تؤدی إلى الوقوع فی محاذيرشرعيةولوعن غير قصد"۔[33]

"سد ذرائع سے مراد ہے ان تمام راستوں کو بند کرنا اور ان راہوں کو مسدود کر دینا جو احکام شریعت کے ترک کر دینے یا ان میں حیلہ اختیار کر لینے کا سبب بنتے ہیں اور بالآخر شریعت کے ممنوعات کے ارتکاب کا پیش خیمہ بن جاتے ہیں، اگرچہ کسی ممنوع امر کا ارتکاب بلا ارادہ ہی سرزد ہوا ہو"۔

علامہ قرطبیؒ سد ذرائع کے تحت لکھتے ہیں:

"عبارة عن أمر غير ممنوع لنفسه يخاف من ارتكابه الوقوع فی ممنوع"-[34]

" کسی ایسے کام کو سرانجام دینے سے منع کرنا جو فی نفسہ ممنوع نہ ہو لیکن اس کی ادائیگی سے کسی ممنوع کام میں وقوع کا اندیشہ ہو"۔

علی حسب اللہ[35] لکھتے ہیں کہ:

"و المقصود بسد الذرائع منع ما يجوز من ذلك اذا كان موصلا الي مالا يجوز "[36]

"سد ذرائع سے مراد یہ ہے کہ کسی ایسے کام سے منع کرنا جو بذات خود جائز ہو لیکن اس کی ادائیگی سے کسی ناجائز کام کا ارتکاب لازم آتا ہو"

ابن عرفہ[37] لکھتے ہیں:

" فسد الذرائع هو الامتناع مما لم ينه عنه خشية الوقوع فيما نهى عنه"-[38]

"منہی عنہ کے ارتکاب کے خوف سے، کسی ایسے کام سے منع کرنا جو بذات خود ممتنع نہ ہو"۔

ابن عربی اس کے تحت رقمطراز ہیں :

"هو كل عقد جائز في الظاهر يؤول أو يمكن أن يتوصل به إلى محظور" [39]-

"سدالذرائع سے مراد ظاہری طور پر ہر وہ جائز عقد ہے، جو حرام اور ناجائز کام تک رسائی کا وسیلہ ہو"

مفتی محمد شفیع اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

"بعض چیزیں اپنی ذات میں ناجائز یا ممنوع نہیں ہوتیں لیکن جب یہ خطرہ ہو کہ ان چیزوں کے اختیار کرنے سے کسی حرام یا ناجائز کام میں مبتلا ہو جائے گا تو اس جائز چیز کو بھی روک دیا جاتا ہے، بالفاظ دیگر ایسی جائز باتوں سے روکنا جن کے ذریعے کسی ناجائز کام کے ارتکاب کا خطرہ ہو۔ اسی کا نام اصول فقہ کی اصطلاح میں سد ذرائع ہے"۔[40]

ڈاکٹر فتحی الدرینی[41] یوں رقمطراز ہے:

"منع المشروع إذا أضحى وسيلة الى الشئى المحرم أو الممنوع شرعا"-[42]

"کسی ایسے مشروع کام سے منع کرنا، جو شرعی طور پر حرام اور ناجائز کام کا وسیلہ ہو"۔

مذکورہ بالا تعریفات کی روشنی وہ تمام جائز ذرائع اور مشروع وسائل، جو احکام شریعت میں تعطل پیدا کرتے ہوں یا محرمات کے ارتکاب کا پیش خیمہ بنتے ہوں، اگرچہ کسی ممنوع امر کا ارتکاب بلاارادہ ہی سرزد ہوا ہو۔ ان کی راہ کو بند کرنا اور ان کا سدباب کر دینا ہی سد ذرائع ہے۔

سد ذرائع سے استفادہ کے امکانات:

اسلام انفرادی و اجتماعی سطح پر، تمام شعبہ ہائے زندگی میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اسلام کا دستور العمل انسانی زندگی کے نہ صرف فکری جہتوں کی تربیت کو ملحوظ رکھتا ہے بلکہ عملی طور پر ایک ایسے اسلامی معاشرے کی تشکیل کرتا ہے، جو امن و سلامتی کا گہوارہ ہو، جس میں دینی، اخلاقی، معاشرتی، معاشی اور تہذیبی اقدار یکساں طور پر نشو و نما پا سکیں۔ جس میں عدل و انصاف کا بول بالا ہو اور شر و فساد کے آثار کا خاتمہ ہو، اسلام اپنے ہر فرد کے عقیدہ، اس کی عزت، اس کی جان، اس کی عقل اور اس کے مال کے تحفظ کی ضمانت دیتا ہے اور اس کے حقوق پر کسی قسم کی دست درازی کو سنگین گناہ اور جرم قرار دیتا ہے جیسے کہ حج اکبر کے دن آپ ﷺ نے فرمایا:

"فإن دماءكم، وأموالكم، وأعراضكم بينكم حرام، كحرمة يومكم هذا، في شهركم هذا، في بلدكم هذا، ألا لا يجني جانٍ إلا على نفسه، ولا يجني والد على ولده، ولا مولود على والده "-[43]

"پس بیشک تمہارا خون، تمہارے اموال، تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر اس طرح حرام ہے جیسے کہ اس دن کی حرمت اور اس شہر کی حرمت، خبردار! کوئی بھی جرم کرنے والا اپنے سوا کسی اور پر جرم نہیں کرتا۔ کوئی جرم کرنے والا اپنے بیٹے پر یا کوئی بیٹا اپنے باپ پر جرم نہیں کرتا۔

اسلام نہ صرف ایسے جرائم کا خاتمہ کرتا ہے، بلکہ ایسے ذرائع کو بھی مسدود کرتا ہے، جو شر اور فساد کے فروغ میں مدد دیں،

جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

"وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان"۔[44]

"اور نیکی اور پرہیزگاری (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو"۔

علامہ قرطبیؒ رقمطراز ہیں کہ:

"اعلم ان الاصل الفواحش والمعاصي حرام في جميع الشرائع من لدن آدم عليه السلام الى عهد سيد الانبياءخاتمهم صلى الله عليه وسلم بل في عامة الاحزاب الذين ينتمون الى مذهب وملة يدينون بحرمت الفواحش ومن خصوصيات شريعة سيدنا ونبينا صلى الله عليه وسلم أنه حرم فيها دواعي الفواحش وذرائعها ايضا"۔[45]

"یہ بات ذہن نشین رہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے آخر الزماں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک جتنے انبیاء ورسل آئے سب کی شریعت میں معاصی وفواحش حرام تھے لیکن معاصی وفواحش کے ذرائع حرام نہ تھے: لیکن شریعت محمدی کی خصوصیت ہے کہ اس میں جہاں معاصی وفواحش کو حرام کیا گیا وہیں ان تک پہنچانے والے ذرائع واسباب کو ممنوع قرار دیا گیا اور ذرائع پر بھی وہی حکم لگایا گیا جو اصل کا حکم تھا"۔

علامہ ابن قیم اس کی حکمت پر روشنی ڈالتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"اگر معاصی اور محرمات سے اللہ تعالیٰ روک دیتا اور ان ذرائع پر روک نہ لگاتا تو اس کا صاف مطلب یہ ہوتا کہ ایک طرف معاصی سے تو روکا گیا لیکن دوسری طرف معاصی پر آمادہ کرنے والی چیزوں کو بحال رکھا اور ظاہر ہے کہ اس کی وجہ سے بار بار معاصی کا ارتکاب ہوتا، جو اللہ تعالیٰ کی حکمت کاملہ اور اس کے ہمہ گیر علم کے سراسر منافی تھا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اصل کو حرام قرار دینے کے ساتھ اس کے ذرائع کو بھی حرام کر دیا"۔[46]

اسلام نے جرائم کے خاتمے کے لیے جو اقدامات کیے ہیں، ان میں سے ایک مؤثر ذریعہ فقہ الجنایات[47] میں حدود و تعزیرات کا نظام ہے اس لئے کہ جنایات میں تعزیری قوانین کا مقصد جرائم کے وقوع سے قبل ان کا انسداد ہوتا ہے جس میں درحقیقت سد الذرائع کا اصول کارفرما ہوتا ہے۔ سد الذرائع جرائم کے وقوع پذیر ہونے کے اسباب و عوامل کو ختم کرنے اور ان کی راہوں کو مسدود کرنے کی نہ صرف ترغیب دیتا ہے، بلکہ اس کے انسداد کے لئے ایسے اصول وضوابط کا تعین بھی کرتا ہے جو مجرم کو ارتکاب جرم سے باز رکھنے اور معاشرے سے فساد کے ذرائع وسائل ختم کرنے کے لیے مفید ہو کیونکہ جب تک جرم کے اسباب کا سد باب نہ ہوگا، تب تک جرم کا خاتمہ اور امن کا حصول ممکن نہیں۔

شریعت اسلامیہ میں حدود کا نفاذ بہت سے ایسے افراد کے حوصلہ پست کرنے کا موجب ہوتا جو کسی جرم کے ارتکاب کا ارادہ کر رہے ہوتے ہیں۔ اسلام میں حفظ جان کو اولین ترجیح حاصل ہے۔ حرمت انسانیت کے حوالہ سے اسلامی نقطہ نظر واضح کرتا ہے کہ اسلام امن اور آشتی کا علمبردار

اور داعی دین ہے۔ اس میں کسی بھی انسان کی ناحق جان لینا حرام ہے ،اس لئے کسی مسلم معاشرے اور ملک میں ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی جان کا دشمن بن جائے اس تصور کی مسلمانیت تو در کنار انسانیت بھی متحمل نہیں ہو سکتی کہ کسی بھی بے گناہ کا ناحق خون کیا جائے ۔اس لئے اسلام میں نہ دہشت گردی کا کوئی تصور ہے اور نہ ہی کسی خود کش حملے کی گنجائش بلکہ ایسے گمراہ لوگوں کا دین اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے،اور ایسے لوگ در حقیقت پوری انسانیت کے قاتل ہیں، جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"أنه من قتل نفسًا بغير نفس أو فساد في الأرض فكأنما قتل الناس جميعا ومن أحياها فكأنما أحيا الناس جميعا"۔[48]

"جس نے کسی شخص کو بغیر قصاص کے یا زمین میں فساد (پھیلانے یعنی خونریزی اور ڈاکہ زنی وغیرہ کی سزا) کے (بغیر ناحق) قتل کر دیا تو گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا اور جس نے اسے (ناحق مرنے سے بچا کر) زندہ رکھا تو گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو زندہ رکھا (یعنی اس نے حیات انسانی کا اجتماعی نظام بچا لیا)"۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"ومن يقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤه جهنم خالدا فيها وغضب الله عليه ولعنه وأعد له عذابا عظيما"۔ [49]

"وہ شخص جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔اس پر اللہ کا غضب اور لعنت ہے اور اللہ نے اسکے لیے سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے"۔

اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ما من مسلمين التقيا بأسيافهما، إلا كان القاتل والمقتول في النار"۔[50]

جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر ایک دوسرے سے لڑ پڑیں تو وہ دونوں جہنم میں جائیں گے۔

حتی کہ کسی مسلمان کی طرف مذاقاً ہتھیار اٹھانا بھی ممنوع ہے۔ جیسے کہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"لا يشير أحدكم على أخيه بالسلاح ، فإنه لا يدري لعل الشيطان ينزع في يده فيقع في حفرة من النار"[51]

"تم میں سے کوئی آدمی اپنے بھائی کی طرف اسلحہ کے ساتھ اشارہ نہ کرے کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ شاید کہ شیطان اس کے ہاتھ سے اسلحہ چلوادے اور پھر وہ دوزخ کے گڑھے میں جا گرے"۔

مذکورہ حدیث میں یہ ممانعت سد الذرائع کے طور پر ہے اور اس۔ اسی طرح ایک اور جگہ پر اس عمل کی مذمت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"من حمل علينا السلاح فليس منا"۔ [52]

"جس نے ہم پر اسلحہ اٹھایا تو وہ ہم میں سے نہیں"۔

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس حوالے سے لکھتے ہیں:

"المراد من حمل عليهم السلاح لقتالهم لما فيه من إدخال الرعب عليهم لا من حمله لحراستهم مثلا فأنه يحمله لهم لا عليهم"[53]

"**من حمل علیھم السلاح**" سے مراد آدمی پر اس کو قتل کرنے یا اس پر رعب ڈالنے کی غرض سے اسلحہ اٹھانا ہے جبکہ اپنے یا دوسروں کے دفاع میں اسلحہ اٹھانے والا اس وعید میں شامل نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ ان کیلئے اسلحہ اٹھا رہا ہے نہ کہ ان پر اسلحہ اٹھا رہا ہے "۔

ایک اور جگہ پر نبی ﷺ نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے ہیں:

"من سل علینا السیف فلیس منا" [54]

جس نے کسی مسلم پر تلوار اٹھائی تو وہ ہم میں سے نہیں۔

اور ایک جگہ پر ارشاد فرمایا:

"من أشار إلى أخيه بحديدةٍ، فإن الملائكة تلعنه حتى يدعه، وإن كان أخاه لأبيه وأمه" [55]

جو شخص اپنا ہتھیار اپنے بھائی کی طرف لہراتا ہے تو فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں جب تک وہ اس عمل کو ترک نہیں کرتا خواہ وہ اس کا اپنا نسبی بھائی ہو۔ اس حدیث سے مقصود یہ ہے کہ کسی بھی شخص کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرنا منع ہے، خواہ اس شخص کے اس کے گھریلو تعلقات ہوں اور اچھا خاصا مذاق ہو۔

علاوہ ازیں ایسے اشارہ کرنے والے پر فرشتوں کی لعنت کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ایسا اشارہ کرنا حرام ہے۔[56]

امام نووی نے اپنی کتاب میں مذکورہ بالا دونوں حدیثوں پر درج ذیل عنوان قائم کیا ہے:

"مسلمان کی طرف ہتھیار وغیرہ سے اشارہ کرنے کی ممانعت، اشارہ خواہ مذاق سے ہو یا سنجیدگی سے، نیز بے نیام تلوار کو ہاتھ میں لینے کی ممانعت"۔[57]

مذکورہ بالا احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ ہتھیار کا لہرانا اور اس سے کسی کی طرف اشارہ کرنا خواں مزاق کے طور پر ہو، سدالذرائع کے طور پر سخت منع ہے تاکہ جرائم کے ایسے ذرائع پر پابندی لگادی جائے، جو فساد فی الارض کا باعث ہو۔

اسلامی ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ ایسے ذرائع جو امن وامان کی صورتحال کو خراب کرنے، شہریوں کے جان ومال کو نقصان پہنچانے، اور خوف وہراس پیدا کرنے کا باعث ہوں، ان کے سدباب سے متعلق بطور سدالذرائع ایسے اُصول وضوابط تشکیل دیئے جائیں، جو اس کے تدارک میں کارگر ثابت ہوں۔ پاکستان میں انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالتوں کے قیام کے باوجود بھی دہشت گردی کا خاتمہ نہ ہو سکا جس کی بنیادی وجہ وہ ذرائع اور وسائل ہیں جو ارتکاب جرم کا باعث بنتے ہیں اور جس سے معاشرتی نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس ناسور پر قابو پانے اور معاشرے کو جرم سے پاک کرنے کیلئے سب سے پہلے جرم کے اسباب کا خاتمہ ضروری ہے جو ایک مضبوط، موثر، کارآمد اور شفاف نظام عدل کے بغیر ناممکن ہے۔ اگر نظام عدل ہی مجرم کی سزایابی کی ضمانت دینے میں ناکام رہتا ہے تو ارتکاب جرم کے رجحان کو کوئی نہیں روک سکتا، اگر اس رجحان میں کمی واقع نہیں ہوتی تو لامحالہ شہر کا امن خراب ہوگا۔ اور ایک صحت منداسلامی معاشرہ قائم نہیں ہوگا جو شریعت کا مقصود ہے۔

پاکستان کو آج امن کی راہ میں جن مسائل کا سامنا ہے ،ان میں، اُصول سد الذرائع کا اپنا مؤثر کردار ادا کر سکتا ہے، جیسے کہ نظام عدل ریگولشن ۲۰۰۹ ایکٹ[58] میں اس کے شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ جرائم کی روک تھام میں اُصول سد ذرائع انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔اس نظام عدل ریگولشن ۲۰۰۹ ایکٹ کے نفاذ سے سوات کے شورش زدہ علاقے کے عوام کو نہ صرف پائیدار امن اور انصاف حاصل ہوا بلکہ حکومت کو بھی اپنی رٹ قائم کرنے میں مدد ملی جو اس وقت ملکی مفاد میں ایک اہم پیش رفت تھی۔ جیسے کہ اس نظام عدل ایکٹ کے ذیلی دفعہ 2،4،3، میں لکھا ہے:

(2) "The District Magistrate and all other Executive Magistrates shall discharge their responsibilities and exercise their powers according to the established principles of Shariah and other laws for the time being in force in the said area.
(3) Keeping peace, maintaining order, enforcing the executive authority of the Government and "Sadd-e-Zara-e-Jinayat" shall be the duty, responsibility and power of the District Magistrate. For this purpose, he can take action against an individual under the established principles of Shariah.
(4) The cases included in Schedule-III to the Regulation shall be exclusively triable by Executive Magistrates.
EXPLANATION :The expression "Sadd-e-Zara-e-Jinayat" means and includes all actions and steps taken under the Shariah laws and any other law in force for the time being for the control of crimes." .[59]

1) "ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور تمام دیگر ایگزیکٹو مجسٹریٹس اپنے فرائض،ذمہ داریوں اور اختیارات کا استعمال شریعت کے تسلیم شدہ قوانین کے علاوہ ان قوانین کے مطابق کریں گے جو وقتی طور پر اس علاقے میں نافذ العمل ہیں۔

2) قیام امن، نظم و نسق، امن عامہ، حکومت کی ایگزیکٹو اتھارٹی کا نفاذ اور سد ذرائع جنایات ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے فرائض منصبی، ذمہ داریوں اور اختیارات میں شامل ہوگا۔اس مقصد کے حصول کی غرض سے وہ شریعت کے تسلیم شدہ قوانین کی رو سے کسی بھی فرد کے خلاف ایکشن لینے کا مجاز ہوگا۔

3) وہ تمام کیسز جو اس ریگولیشنز کے شیڈول نمبر III میں شامل ہیں،انہیں خصوصی طور پر ایگزیکٹو مجسٹریٹس کی عدالتوں میں چلایا جاسکے گا۔

وضاحت:

"سد ذرائع جنایات" کا مطلب ہے: وہ تمام اقدامات اور فیصلے جو شرعی قوانین کے تحت یا کسی دیگر ایسے قانون کی روشنی میں کئے گئے ہیں جو جرائم پر قابو پانے کے لئے علاقے میں نافذ العمل ہیں"۔

مذکورہ قانونی نظائر اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ جنایات میں سد ذرائع کا اُصول وہ واحد اُصول ہے، جو مجرم کو ارتکاب جرم سے باز رکھنے اور معاشرے سے فساد کے ذرائع ختم کرنے میں مدد و معاون ہے کیونکہ آج کے دور میں یہ ایسا اسلامی مصدر قانون ہے جو نہ صرف جرائم اور فساد کو اسکی جڑ سے اکھاڑتا ہے بلکہ اسکے وقوع پذیر ہونے کے اسباب و عوامل کو بھی ختم کرتا ہے، اس ضمن میں ایسے ذرائع اور رجحانات کا نہ

صرف خاتمہ کیا جائے، جو غنڈہ گردی کو عام کرنے یا ہتھیاروں کی پیداوار اور بڑھتی ہوئی خرید وفروخت میں معاونت فراہم کرے بلکہ ہلاکت خیز ہتھیاروں کی تیاری اور انکی خرید و فروخت، پر مکمل پابندی عائد ہونی چاہیے۔اس کے ساتھ ساتھ عوام کو سستا انصاف فراہم کیا جائے اور معاشرے میں ظلم وناانصافی کے خاتمے کے لیے شرعی قوانین کے فروغ میں عملی اقدامات کیے جائے جن میں (سدالذرائع) کے اصول سے استفادہ ممکن ہے۔ بدقسمتی سے اسلامی تعلیمات کے برعکس ہمارے معاشرے میں آج کل ہتھیاروں کی نمائش اور اس کا بے جا استعمال بہت عام ہوگیا ہے، خاص کر خوشی کے موقعے پر ہوائی فائرنگ کا رواج جو نہ صرف بڑھتا جارہاہے بلکہ ناسور کی طرح مسلسل پھیلتا جا رہاہے۔اس کے علاوہ اسلحہ کی نمائش اور اس کی خرید وفروخت کا رجحان سوشل میڈیا پر بھی دیکھنے میں آرہاہے، معاشرے کے مخدوش حالات میں کچھ بااثر افراد کے تحت ایسے تخریبی عناصر کی حوصلہ افزائی نہ صرف جرم کی شرح میں اضافہ کا باعث ہوتا ہے بلکہ ارتکاب جرائم کے رجحان کو بھی بڑھاتا ہے۔یہی تو وہ ذرائع ہیں جو معاشرے کے امن کو تہ وبالا کرتے ہیں بلکہ دہشتگردی کے فروغ میں بھی مدد دیتے ہیں۔لہذا دہشت گردی کے عفریت پر جلد از جلد قابو پانے کے لئے۔بطور سد الذرائع ایسے تمام رجحانات اسباب اور عناصر کا قلع قمع کیا جائے جو اسلامی معاشرے کے قیام امن میں حوصلہ شکنی کا باعث بنتے ہیں۔

خلاصہ بحث: اصول سدالذرائع جس میں کسی بھی زمانے کے عصری مسائل سے نمٹنے کا حل موجود ہے کی اہمیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے، اس ضمن میں، آتش بازی، ہوائی فائرنگ ہتھیاروں کی نمائش، اور پٹاخوں، پر پابندی لگائی جائیں حتی کہ ملک کے جن اداروں کے لیے اسلحہ ضروری ہے وہ بھی اس کے بے جا اور غلط استعمال سے گریز کریں۔ایسے افراد کے خلاف سخت ایکشن لیا جائے جو اس ضمن میں لاگو احکامات کی خلاف ورزی کریں نیز ان کی گرفتاری کے لئے خصوصی ٹیمیں تشکیل دی جائیں جو اس کی مانیٹرنگ کریں، کیونکہ آتش بازی، ہوائی فائرنگ، ہتھیاروں کی نمائش، اسلحہ کی کھلے عام خرید وفروخت بھی جرائم کے ایسے ذرائع ہیں جس سے نہ صرف شہر کا امن خراب ہوتا ہے بلکہ انسانی جان ومال کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔

سفارشات وتجاویز

دہشت گردی کے اس دور میں سدالذرائع کے طور پر چند تجاویز حسب ذیل ہیں جو اس ضمن میں کارگر ثابت ہو سکتے ہیں:

1. جرائم کے ایسے ذرائع پر مکمل پابندی لگادی جائیں، جو ملک میں امن وامان کی صورتحال کو خراب کرنے، شہریوں کے جان ومال کو نقصان پہنچانے اور خوف وہراس پیدا کرنے کا باعث ہوں۔
2. ملک کے وہ تمام دفاعی ادارے جن کا کام حفاظتی اقدامات کی خاطر اسلحہ کا استعمال ہے وہ بھی اس کے غلط اور بے جا استعمال کے روک تھام کو یقینی بنائیں۔
3. اس ضمن میں لاگو احکامات کی خلاف ورزی کرنے والے ایسے افراد کے خلاف سخت ایکشن لیا جائے، جو ہوائی فائرنگ، اسلحہ کی کھلے عام خرید وفروخت میں ملوث ہیں، نیز ان کی گرفتاری کے لئے خصوصی ٹیمیں تشکیل دی جائیں جو اس کی مانیٹرنگ کریں۔

4. آتش بازی، پٹاخوں، اور ہوائی فائرنگ، پر پابندی لگائی جائیں کیونکہ یہ بھی جرائم کے ایسے ذرائع ہیں، جس سے نہ صرف شہر کا امن خراب ہوتا ہے، بلکہ انسانی جان ومال کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔

5. غیر سرکاری طور پر ہر وہ فرد یاادارہ جو بارود یا کوئی بھی آتش گیر مواد قسم کے کاروباری لائسنس یافتہ ہو، کی مکمل نگرانی کرنی چاہئیے، تاکہ یہ عناصر بے جاقتل اور دہشت گردی جیسے بڑے واقعات کا باعث نہ ہوں اوران کا بروقت سد باب کیا جاسکیں۔

6. پاکستان ٹیلی کمیونیکشن کا ادارہ بطور سدالذرائع ایسے تمام کال سینٹرز فرنچائز اور کمیونیکشن مراکز کو غیر تصدیق شدہ سم کارڈز کو رجسٹرڈ کرنے کا پابند بنائے اورانہیں واضح ہدایت دے کہ ایسے اقدامات اٹھائے جس میں موبائل صارفین کے فنگر پرنٹس اور دیگر ڈیٹا کی حفاظت کو یقینی بنایا جائے۔ موبائل صارفین کے غیر تصدیق شدہ سم کارڈوں کو بلاک کردیا جائے تاوقتیکہ نادرا کے ڈیٹا بیس سے اس کی تصدیق حتمی نہ ہوجائے۔ پاکستان ٹیلی کمیونیکشن کاادارہ ٹیلی کام سیکٹر کی تمام کمپنیوں کو اس بات کا پابند بنائے کہ صارفین کو سمیں فروخت کرتے وقت قومی شناختی کارڈ اور بائیو میٹرک تصدیق کی شرط کو لازمی قرار دیا جائے۔

حوالہ جات

1. کالم "پولیس کو سیاسی اثر رسوخ سے آزاد کرنا ہوگا"، ظہیر الدین بابر، روزنامہ الاخبار، ستمبر 8, 2017۔
2. بی بی سی نیوز اردو 16 نومبر 2016۔
3. ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، ج 1، ص 436۔ الفیروز آبادی، محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، باب الباء فصل الراء، ص 118۔
4. Hardman, J. B. Terrorism, Encyclopedia of the Social Sciences, Boston: the Macmillan Company 1950, Vol.13, p575.
5. E, Terror and resistance by Walter Victor, New York oxford university 1969,p6-7.
6. ابن منظور، لسان العرب، مادۃ (سد) باب الدال، فصل السین، طبع: دار صادر بیروت، ۳/۲۰۔
7. ابراہیم بن محمد السری، کنیت ابو اسحاق اور زجاج لقب تھا، بغداد میں سکونت پذیر تھے اور شیشہ گری کے پیشہ سے منسلک تھے، مبرد سے شرف تلمذ طے کیا، پھر وزیر قاسم بن عبداللہ کی دعوت پر ان کے پاس آئے، اور یہ ہم نشینی ان کے معاشی استحکام کا باعث بنی، ۳۱۱ھ کو وفات پائی، انکی شہرہ آفاق کتب میں "معانی القرآن" اور "العروض" کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ (سیر الاعلام النبلاء، طبع: دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، ۱۴/۳۶۰)
8. لسان العرب، ابن منظور محمد بن مکرم، ۳/۲۰7۔
9. الکھف: ۹۳۔
10. معجم مقاییس اللغہ، أحمد بن فارس، مادہ (سد) 66/3، طبع: دار الفکر، ۱۹۷۹م۔
11. لسان العرب، ۳/۲۰۷۔
12. المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر، احمد بن محمد بن علی الفیومی، مادہ (سدد) ص 270، طبع: دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۹۴م۔
13. لسان العرب، ۳/۲۰۷۔
14. ایضاً۔

15. لسان العرب، ۳/۲۰۷۔
16. الکھف: ۹۴
17. سورہ یاسین: ۹
18. لسان العرب، ۳/ ۲۰۷
19. معجم مقاییس اللغۃ، مادہ(ذرع)، ۲/۳۵۰۔
20. لسان العرب، مادۃ(ذرع) ، باب العین، فصل الذال، ۸/۹۳۔
21. ایضاً، ۸/۹۳۔
22. الزبیدی، محمد بن محمد مرتضی، تاج العروس من جواہر القاموس، مادہ(ذرع) فصل الذال، طبع: المجلس الوطنی للثقافہ والفنون، الکویت، ۵/۲۱۔
23. تاج العروس، ۷/۲۱۔
24. لسان العرب، مادۃ(ذرع) ، ۲۱، ۸/۹۳۔
25. لسان العرب، مادۃ(ذرع) ، ۲۱، ۸/۹۳۔
26. ڈاکٹر وہبہ زحیلی، "سد الذرائع" مجلہ مجمع الفقہ الاسلامی، نواں ایڈیشن، اپریل ۱۹۹۵ء، 108/3
27. معجم مقاییس اللغۃ، أحمد بن فارس، ۲/۳۵۰۔
28. محمد بن عبداللہ بن محمد المعافری، جوابو بکر ابن عربی کے نام سے مشہور تھے، اشبیلیہ میں ۴۶۸ھ کو پیدا ہوئے اور ۵۴۳ کو وفات پائی، فقہ مالکی سے تعلق تھا، اور علماء اندلس میں ایک نمایاں مقام رکھتے تھے۔ فقہ، تفسیر، ادب اور علم کلام میں مہارت تامہ رکھتے تھے، آپ کی تالیفات "میں أحکام القرآن، المحصول فی أصول الفقہ، الإنصاف فی مسائل الخلاف" کو خاصی شہرت حاصل ہیں۔ (الدیباج المذہب فی معرفۃ اعیان علماء المذہب، ابن فرحون المالکی، تحقیق: ڈاکٹر محمد احمدی ابوالنور، طبع: دار التراث، ۲/۲۶۵)
29. لسان العرب، ۸/۹۳۔
30. تاج العروس، مادۃ(ذرع) فصل الذال المعجمۃ مع العین، ۵/۲۱۔
31. سید عبد الکریم زیدان، الوجیز فی اصول الفقہ ، طبع: مؤسسۃ قرطبہ ، ص۲۴۵۔ عیاض بن نامی السلمی، أصول الفقہ الذي لا یسع الفقیہ جھلہ ، طبع : دار التدمریہ، ریاض، ۲۰۰۵م، ص ۲۱۱۔
32. ڈاکٹر وہبہ الزحیلی، اصول الفقہ الاسلامی، طبع: دار الفکر، ص ۸۷۳۔
33. مصطفی احمد زرقاء، المدخل الفقھی العام، طبع: دار القلم دمشق۔ ۱/۱۰۶۔
34. محمد بن احمد بن ابو بکر، الجامع لأحکام القرآن، طبع: مؤسسۃ الرسالۃ، ۲/۲۹۴۔
35. شیخ علی حسب اللہ، مصر کے اسماعیلیہ شہر میں 1895 کو پیدا ہوئے، قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد، جامعہ الازہر سے تعلیم حاصل کی، فقہ ، أصول فقہ اور قانون پر دسترس حاصل کرنے کے بعد، مختلف سرکاری اداروں اور دار العلوم میں بطور مدرس خدمات سر انجام دیتے رہے، قاہرہ کویت اور الخرطوم یونیورسٹی میں اسلامی قانون کے پروفیسر رہے، ڈاکٹر علی أحمد السالوس اور ڈاکٹر محمد عجاج الخطیب کا شمار ان کے مشہور تلامذہ میں ہوتا ہے، آپ نے قانون اور فقہ کے اصولوں پر نہایت عمدہ اور نئے أسلوب میں کتابیں لکھی ، چند مشہور کتابوں کے نام یہ ہیں: " أصول التشریع الإسلامی"، "الزواج في الشریعة

اِلاسلامیۃ"، "الفرقۃ بین الزوجین" ،آپ نے ۱۹۷۸ء کو وفات پائی۔ (أصول الفقہ تاریخہ ورجالہ، ڈاکٹر شعبان محمد إسماعیل، ص ۱۴۷، طبع: دار السلام، ۲۰۱۰)

36. علی حسب اللہ، أصول التشریع الاسلامی، طبع: دار المعارف، مصر، ص 357۔

37. محمد بن محمد بن عرفہ الورغمی، کنیت أبو عبد اللہ اور ابن عرفہ کے نام سے مشہور تھے، تیونس میں ۷۱۶ھ کو پیدا ہوئے اور ۸۰۳ھ کو وفات پائی، فقہ مالکی سے تعلق تھا، اور اپنے وقت کے علماء میں ایک منفرد مقام رکھتے تھے۔ ابن خلدون کے معاصر تھے۔ جامع زیتونہ میں امامت وخطابت کے منصب پر فائز رہے اور وہی درس وتدریس کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔ فقہ، اصول فقہ، اور تفسیر کے علوم پر دسترس رکھتے تھے، آپ کی تالیفات "میں المختصر الکبیر فی الفقہ المالکیہ، المبسوط فی الفقہ، الحدود فی التعاریف الفقھیہ خاصی مشہور ہیں۔ (الدیباج المذہب، ۲/۳۳۱)

38. تفسیر ابن عرفہ، محمد بن محمد بن عرفہ، ص ۱۰۳، طبع: دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان۔

39. أبو بکر بن العربي المالکي، أحکام القرآن، طبع: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، 2003۔ ۲/۲۶۵۔

40. معارف القرآن، مفتی محمد شفیع، ۱/۱۹۵، طبع: ادارہ معارف کراچی۔

41. ڈاکٹر محمد فتحی الدرینی کا شمار معاصر علماء کبار میں ہوتا ہے، آپ کی پیدائش ۱۹۲۳ کو ناصرہ مقبوضہ فلسطین نامی جگہ میں ہوئی۔ قاہرہ یونیورسٹی سے عربی زبان میں گریجویشن کیا۔ آپ نے جامعۃ الأزھر سے 1951 میں عالیہ اور ۱۹۶۵ میں "فقہ الاسلامی واصولہ" میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ آپ اصول الفقہ، قانون، سیاست، اور ثقافت کے علمی میدان میں ید طولی رکھتے تھے۔ جون ۲۰۱۳، شام کے ملک میں وفات پائی۔ آپ کی تالیفات میں "المناھج الأصولیۃ في الاجتھاد بالرأي في التشریع الإسلامي،" ، و" نظریّۃ التعسّف في استعمال الحق" ، و"بحوث مقارنۃ في الفقہ الإسلامي وأصولہ" کو خاصی شہرت حاصل ہے۔ (خصائص التشریع الإسلامی فی السیاسیہ والحکم، ڈاکٹر محمد فتحی الدرینی طبع: مؤسسۃ الرسالۃ، ص ۷)

42. المناھج الأصولیہ فی الاجتھاد بالرأی فی التشریع الإسلامی، ڈاکٹر فتحی الدرینی، ص ۴۸۷، طبع: مؤسسۃ الرسالہ بیروت۔

43. الترمذی، محمد بن عیسی أبو عیسی، الجامع الصغیر، باب سورۃ التوبۃ ,دار إحیاء التراث العربي، بیروت، 373/5۔

44. المائدہ، 2۔

45. احکام القران: تفصیل الخطاب في تفسیر ایات الحجاب، 479/3، 478۔

46. اعلام الموقعین: ۳/۱۲۳۔

47. "فقہ الجنایات ایسے اسلامی بحوث (قوانین) کا مجموعہ ہے جسے شریعت اسلامیہ نے معاشرتی جرائم کی درجہ بندی کے لیے ترتیب دیا ہے، جرائم کی روک تھام کی غرض سے، شارع نے ان کا تعین بھی کیا ہے۔ اور شریعت اسلامیہ معاشرتی وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے جرم کے مطابق سزا بھی متعین کرتی ہے تاکہ ان جرائم پر قابو پایا جاسکے جو انتہائی خطرناک اور معاشرے کے لیے نقصان کا باعث ہوں"۔ (الفقہ الجنائي الإسلامي، محمود نجیب حسنی، طبع: دار النھضہ العربیہ، 2007م، ص 3۔)

48. المائدۃ: ۳۲۔

49. سورۃ النساء: ۹۳۔

50. أبو عبد اللہ محمد بن یزید القزویني، سنن ابن ماجہ، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقي، طبع: دار إحیاء الکتب العربیہ، 1311/2۔

51. صحیح المسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب النھی عن الاشارۃ بالسلاح، رقم الحدیث: 126 (2617)، (20/4)

52. سنن ابن ماجہ، باب من شھر السلاح، حدیث: 2575۔
53. ابن حجر، فتح الباری، طبع: دار طیبہ ریاض، 16/23-
54. صحیح المسلم، باب تحریم قتل الکافر بعد اَن قال لاالہ الا اللہ، حدیث: 162-
55. شرح مسلم للنووی: 16/ 170۔
56. المسلم، کتاب البر واصلۃ والآداب، باب النھی عن الاشارۃ بالسلاح الی مسلم، رقم الحدیث: 125 (2616)،2020/3۔
57. ریاض الصالحین ص520۔
58. اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کی دفعہ 4آرٹیکل 247کی روسے صوبے کا گورنر صدر مملکت کی پیشگی منظوری کے بعد کسی بھی ایسے معاملے کی بابت جو صوبائی اسمبلی کی قانونی عملداری میں آتا ہوایسے ریگولیشنز(قواعد وضوابط)وضع کر سکتاہے جو صوبے کے زیر انتظام قبائلی علاقوں میں امن اور گڈ گورننس کے قیام کو یقینی بناسکے چنانچہ سوات میں امن عامہ کے پیش نظر2009ء میں ان اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے شمال مغربی سرحدی صوبے کے گورنر نے صدر مملکت کی منظوری کے بعد اس ریگولیشن کا اعلان کیا جس کو نظام عدل ریگولشن 2009ء کا نام دیا جس میں قاضی عدالتیں قرآن و سنت، اجماع اور قیاس کے طے شدہ اسلامی اصولوں کے مطابق فیصلے کریں گی اس کے تحت سیشن جج کا نام ضلع قاضی، ایڈیشنل سیشن کا نام تبدیل کر کے اضافی ضلع قاضی اور سول جج کا نام تبدیل کر کے علاقہ قاضی رکھ دیا تھا۔
59. http://kpcode.kp.gov.pk/homepage/lawDetails/1251